Gohar e tehqeeq گوہر تحقیق
گورنمنٹ صادق کالج ویمن یونیورسٹی بہاول پور

Year 2025; Vol 04 (Issue 01)

P. 76–85 https://journals.gscwu.edu.pk/

ڈاکٹر صنم شاکر

اسسٹنٹ پروفیسر، شعبہ اردو اینڈ اقبالیات، دی اسلامیہ یونیورسٹی آف بہاولپور، رحیم یار خان کیمپس

Dr. Sanam Shakir
Assistant Professor, Department of Urdu & Iqbaliat , The Islamia University of Bahawalpur, Rahim Yar Khan Campus

ناول "پاگل خانہ" میں ماحولیاتی عناصر کا جائزہ

An Analysis of Environmental Elements in the Novel "*Paagal Khana*"

Abstract:

The postmodern situation of the twentieth century, with its alienation and anguish, has led contemporary humans to reconsider their detachment from nature. Nature maintains a certain balance, and when that balance is disrupted, it reacts strongly to restore equilibrium—a reaction that all phenomena and creatures must endure. In the modern era, humans are often blamed for disturbing this balance. The wave of environmental awareness has connected literary creativity worldwide and highlighted new possibilities for the ecological study of literature.
The novel "*Paagal Khana*" (Madhouse) is based on nuclear radiation and its harmful effects. Through the novel, the author expresses a painful realization—that people remain unaware of the impending devastation. They fail to grasp that radiation has affected humans, animals, birds, plants, and even the waters of the ocean. The world is losing its natural beauty. Unknowingly, we continue severing our bond with nature. Radiation not only causes terrestrial destruction but also poisons the atmosphere. Every living being has suffered from this environmental pollution, and the effects of contaminated air are so long-lasting that future generations will be impacted as well. Hijab Imtiaz Ali's novel stands as a profound and serious critique of the negative use of scientific advancements and their disastrous consequences.
Keywords:
Environment, pollution, nuclear age, toxic substances, scientific sabotage, global unrest.

"پاگل خانہ" عالمی امن کے تناظر میں لکھا گیا ایک اہم ناول ہے۔ بیسویں صدی میں ہونے والے صنعتی انقلاب پر نظر ڈالی جائے تو یہ بات سامنے آتی ہے کہ ایٹمی ہتھیاروں کا جنگوں میں استعمال، بڑھتی ہوئی آبادی اور انسانوں کا قدرت کے عطا کردہ وسائل کا بے دریغ استعمال وضیاع نے ادب کو ایک نئے رجحان سے روشناس کرایا جسے ماحولیاتی تنقید کا نام دیا گیا۔

ڈاکٹر اورنگ زیب ماحول اور ادب کے مطالعات کے حوالے سے لکھتے ہیں۔

> "بیسویں صدی کی جدیدیت اور مابعد جدید صورت حال نے معاصر انسان کو جس بیگانگی اور کرب سے دوچار کیا ہے اس کے بعد انسانی شعور نے اتنی کروٹ ضرور لی ہے کہ وہ فطرت سے اپنی لاتعلقی کے اسباب پر از سر نو غور کرنے کے قابل ہونے لگا ہے۔ نئے سرمایہ دار نظام کے استعماری حربوں اور ٹیکنالوجی کے بے مہار استعمال نے کرۂ ارض کو ایک بڑے خطرے سے دوچار کر دیا ہے۔ معاصر انسان کو اس سنگین صورت حال کا ادراک ہو چکا ہے اور وہ زمین کے مستقبل کے بارے میں فکر مند بھی ہے۔ ماحولیاتی بیداری کی اس لہر نے دنیا بھر کے تخلیقی ادب کو عالمگیر قضایا سے منسلک کر دیا ہے اور ادب کے ماحول اساس مطالعات کے لیے عالمی فکر میں شرکت اور مکالمے کے امکانات کو بھی واضح کر دیا ہے۔"(1)

ناول "پاگل خانہ" میں حجاب ماحولیاتی عناصر کا تجزیہ بہت خوبصورتی سے کرتی پائی جاتی ہیں۔ ناول کے کرداروں کو درپیش مسائل اور ان کے حل، ان کی نفسیات، ان کے تجربات، ان کے ہاتھوں سرزد ہونے والے ماحول کے مزید مسائل جو ماحول کو دن بدن تباہی کی جانب لے جا رہے ہیں ان سب پہلوؤں کی نشاندہی کی گئی ہے۔ جانداروں کے ارد گرد ہر وہ چیز جو ان کی زندگی کو کسی نہ کسی طریقے سے متاثر کرتی ہے وہ ان کا ماحول کہلاتی ہے۔ یہ ماحول طبعی اور حیاتیاتی عوامل کا مجموعہ کہلاتا ہے۔ ماحول میں موجود اشیاء جانور، چرند پرند غرض ہر وہ چیز جو اس ماحول کا حصہ ہے اس وقت لوگوں کے کیا حالات وواقعات ہیں اور ان حالات کی وجہ سے ماحول کیسے جان داروں پر اثر انداز ہوتا ہے ان سب نقاط کے بارے میں مصنفہ بے حد باریک بینی سے بیان کرتی ہیں۔ فضا میں اُڑتے چہچہاتے رقص کرتے پرندوں کو بھی موضوع بحث بناتیں ہیں۔ اقتباس ملاحظہ فرمایئں

> "باہر زرد اور کاسنی پھول کھلے ہوئے تھے مشرق کے گرم ممالک کی سرخ چونچ والی مینائیں حنا کے درختوں پر مصروف نغمہ تھیں۔"(2)

ناول میں ماحول کی عکاسی کے ساتھ ساتھ کرداروں کے جملہ حالات وہ کب، کہاں، کیسے اور کتنے تہذیب یافتہ دور کا حصہ رہے ہیں ان سب کا تذکرہ ملتا ہے لیکن اب اس ایٹمی عہد میں ہم پرندوں کے نغموں اور درختوں کے سائیوں سے محروم ہوتے جا رہے

ہیں۔ کائنات اپنا قدرتی حسن کھو رہی ہے جس سے ہر ذی روح متاثر ہو رہا ہے۔ حجاب نے ناول میں ایسے تمام مسائل پر روشنی ڈالی ہے جس سے براہ راست ہماری زندگی متاثر ہو رہی ہے۔ کیونکہ یہ زندگی اور موت کا مسلۂ ہے قومی صحت اور آئندہ نسلوں کا معاملہ ہے۔

حجاب نے ماحولیاتی آلودگی سے متاثر رابن کا ذکر کچھ یوں کیا ہے:

"کچھ عرصے بیشتر بیبیوں رابن چنار کی ٹہنیوں پر بیٹھے راگ گایا کرتے تھے اب وہی جگہ ان کا قبرستان بنتی جارہی ہے۔"(3)

مصنفہ ناول میں کرۂ ارض پر ہونے والے سائنسی تجربات کے مضر اثرات اور عالمی مسائل کو بیان کرتی ہیں کہ سانس لینے کو خالص ہوا باقی نہیں، تابکاری کی آندھیوں نے ہر جاندار کے لیے خطرات بڑھادیئے ہیں، نت نئے تجربات نے موسم کو بے قابو کردیا ہے، شہر وصحرا حتیٰ کہ سمندر بھی ماحولیاتی آلودگی کی وجہ سے مسموم ہو چکے ہیں۔

"ماحول کی آلودگی ہوا، پانی اور زمین کی طبیعی، کیمیائی یا حیاتیاتی خصوصیات میں غیر ضروری اور نہ چاہی تبدیلی کا نام ہے جو انسانی، حیوانی، نباتاتی زندگی کے لیے خطرہ ہو اور ماحول میں مضر صحت و حیات فاضل مادہ جات کا دخول اور جمع ہونا ماحول کی آلودگی کہلاتا ہے۔"(4)

"پاگل خانہ" میں یہ باور کرانے کی بھی کوشش کی گئی ہے کہ کیمیاوی اثرات انسانی زندگی کے علاوہ نباتات کے لیے بھی رسم قاتل ثابت ہو رہے ہیں۔ دراصل آج کی دنیا کا ہر متنفس پیدائش سے لے کر موت تک کیمیاوی اجزاء اور مختلف قسم کی تابکاری سے متاثر ہو رہا ہے۔ دنیا کی فضائیں بتدریج مسموم ہوتی جارہی ہیں۔ اہل نظر اس بات سے کماحقہ واقف ہیں کہ ادب براہ راست زندگی سے جنم لیتا ہے جس عہد میں زندگی کا جو رنگ ہو گا وہی اس عہد کے ادب کا ہو گا۔ گویا کائنات کی ہر تبدیلی ادب کا حصہ ہے۔ چنانچہ پرندوں کے نغموں اور درختوں کا ادب سے گہرا تعلق ہے۔ انسانوں کی طرف سے قدرتی عمل میں کی جانے والی بے جا مداخلت منفی اور غلط انسانی سوچ کی بدولت ہمارا ماحول زہریلے نامیاتی اور غیر نامیاتی مادے، زہریلی ادویات، فیکٹریوں سے نکالا جانے والا فضلہ، کوڑا کرکٹ کے نامناسب انتظام کی بدولت تباہ ہو رہا ہے جس کی وجہ سے ماحولیاتی آلودگی جنم لے رہی ہے۔

روحی ماحول کی بدلتی ہوئی صورتحال پر دکھ کا اظہار کرتے ہوئے کہتی ہے:

"بھلا ایسی صبح آدمی کیا ناشتہ کرے جب چائے کے پہلے گھونٹ کے ساتھ ساتھ چڑیا کا نغمہ نہ سنائی دے! سایہ دار درخت اور پرندوں کی نغمہ سرائیاں ——— یہی تو شاعروں اور ادیبوں کی زندگی

کا سرمایہ ہوتی ہیں یا ہوتی تھیں، مگر آدمی کے دخل در معقولات نے دنیا کا قدرتی حسن غارت کر دیا۔"(5)

ناول میں ماحولیاتی عناصر کی مختلف صورتوں کی نشاندہی کی گئی ہے ہمارے وہ عوامل جو ماحول کے ان عناصر کے لیے ضرر رساں ہیں اور جن کی وجہ سے آج ہم اپنے ماحول کی رعنائیوں سے محروم ہوتے جا رہے ہیں ان پر بھی روشنی ڈالی ہے کہ کیسے ہم خود اپنے ہی ہاتھوں قدرت کے عطا کردہ ماحول کو تہس نہس کر کے خود اپنے ہی دشمن بنتے جا رہے ہیں۔ ماحولیات کی عکاسی اس اعلیٰ انداز سے کی گئی ہے کہ مصنفہ نے ہماری پوری نئی نسل کو ناول میں سمیٹ لیا ہے اور یہ بھی واضح کیا ہے کہ جب ہم بگاڑ کے نتائج پس پشت ڈال کر خیر اور شر کی کیفیات کو بگڑنے دیتے ہیں تو اس کے اثرات عالمگیر سطح پر نمودار ہوتے ہیں۔

حجاب اپنے ماحول اور اس کے عناصر سے ایک خاص روحانی و قلبی رشتہ استوار کر لیتی ہیں۔ انسان کی اپنے ہاتھوں سے کی جانے والی بے احتیاطیوں کی وجہ سے ہمارا ماحول اور اس کے عناصر متاثر ہو رہے ہیں۔ وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ ان درختوں کا کٹاؤ کیا جا رہا ہے اور نئے درخت لگانے کی طرف کوئی خاص توجہ نہیں دی جا رہی۔ ہم خود اپنے ہاتھوں سے درختوں کا صفایا کر رہے ہیں پرندے جو کبھی ان درختوں پر گیت گایا کرتے تھے اب وہ بھی ناپید ہوتے جا رہے ہیں۔

روحی اس منظر کی عکس بندی کچھ ان الفاظ میں کرتی ہے:

"ایلم ــــــــــــــــ کے درخت تو ہزارہا سال سے اٹلانٹک کے ساحلوں سے لے کر امریکی قصبات تک سایہ فگن ہوا کرتے تھے اب وہ بھی تباہی کی زد میں آگئے ہیں۔"(6)

ناول میں ایسے ماحول کی طرف اشارہ ملتا ہے جہاں حالات خراب ہیں۔ خانہ جنگی کی کیفیت ہے۔ لوگ تباہ ہو رہے ہیں۔ ماحول پر اس کے بے حد بھیانک اثرات مرتب ہو رہے ہیں۔ جنگ اور اس کے نتائج نہ صرف انسانوں کے لیے بلکہ ہمارے ماحول کے لیے بھی مضر ہیں۔ لیکن انسان جانتے بوجھتے ہوئے خود کو فطرت سے نابلد قرار دیتے ہوئے اپنے مفاد کے لیے فطرت کی خوبصورتی اور حسن و شادابی کو تہس نہس کرنے پر تلا ہوا ہے۔ "پاگل خانہ" میں ماحولیاتی عناصر کا تجزیہ بہت عمدگی سے پیش کیا گیا ہے۔ کرداروں کو درپیش مسائل اور ان کے حل، ان کی نفسیات، ان کے دکھ سکھ، ان کے کمالات، تجربات، ان کے ہاتھوں سرزد ہونے والے ماحول کے مسائل جو ماحول کو دن بدن تباہی کی جانب لے جا رہے ہیں۔ ساتھ ہی ساتھ رونما ہونے والے شدید ہولناک واقعات کی حقیقی تصویر پیش کی گئی ہے۔

"ہم تینوں سڑک پر چلے جا رہے تھے ہمارے دائیں بائیں لوگ چل پھر رہے تھے۔ ان کے ہاتھوں میں چھرے یا خنجر تھے پہلے یہ اشیاء ان کے کُرتوں کے نیچے ہوا کرتی تھیں مگر اب رفتار زمانہ کے

ساتھ ساتھ یہ کھلم کھلا اب ان کے ہاتھوں میں آ گئیں تھیں ـــــــــ تا کہ استعمال میں دیر نہ لگے۔ وہ ان ہلاکت آفریں اوزاروں کو لیے پورے اطمینان کے ساتھ رواں دواں تھے۔"(7)

مصنفہ نے واضح کیا کہ ایک نئی تہذیب وجود میں آرہی ہے اس تہذیب کا اصل مقصد تخریب کاری اور دہشت گردی ہے لاقانونیت کی آندھی چل رہی ہے کسی کا کوئی پرسانِ حال نہیں، نفسہ نفسی کا عالم ہے۔ ایٹمی ہتھیاروں اور فیکٹریوں سے نکلنے والے دھوئیں اور بھاپیں اس فضا کو انسانی استعمال کے ناقابل بنا رہی ہیں۔

"بھاگو بھاگو ـــــــــ! بھاپیں بھاپیں! چو طرف کیمیاوی بھاپیں ہر سمت زہریلی ہوائیں ہر چیز کو اپنی لپیٹ میں لے رہی ہیں سب کچھ متاثر ہو چکا ہے حیوانات، نباتات، پینے کا پانی، کھیتوں سے اُگنے والی اور سمندروں سے نکلنے والی غذائیں، موسم اور آدمی کا ذہن ـــــــــ اب اس کا طرز فکر یکسر بدل چکا ہے۔ بھاگو ـــــــــ! یہاں سے نکلو! مجھے راہ دو یہاں میرا دم گھٹ رہا ہے ـــــــــ!۔"
(8)

موسموں کی تبدیلی نے پوری دنیا کو متاثر کیا ہے دنیا کے زمینی ماحول میں دن بدن شدید تبدیلی رونما ہوتی جارہی ہے۔ آفتاب کی تابکاری سے زمین پر رہنے والوں کے بچاؤ کا قدرتی تحفظ معدوم ہوتا جارہا ہے۔

"کیا انتہا اس وقت ہو گی جب تابکاری کے نامعلوم اثرات پوری کائنات کو اپنی تباہ کن گرفت میں لے لیں گے اور خلاء میں آوارہ کوئی خلائی تجرباتی اسٹیشن اپنے مدار سے علیحدہ ہو کر اچانک دنیا پر ٹوٹ گرے گا۔"(9)

ناول کو پڑھ کر کرب انگیز صورتحال سامنے آتی ہے جس سے انسان نابلد نظر آتا ہے۔ تابکاری کے تجربات اور ایٹمی دھماکوں نے انسان، چرند پرند، نباتات اور سمندر کے پانی، آب و ہوا سبھی کو متاثر کیا۔ ہم نامعلوم طور پر فطرت سے اپنے رشتے منقطع کرتے جارہے ہیں جس کی وجہ سے دنیا اپنا قدرتی حسن کھوتی جارہی ہے۔ بلاشبہ انسان میں تجسس کا عنصر بدرجہ اتم پایا جاتا ہے۔ اسی بنا پر وہ کائنات کی تسخیر کو اپنا حق سمجھتا ہے لیکن جب سے انسان نے زمین و آسمان پر اپنی برتری قائم کی ہے تب سے سائنسدانوں کے نت نئے تجربات کے ساتھ دہشت کا تصور بھی وابستہ ہوتا جارہا ہے جو ماحولیاتی آلودگی کا باعث بن رہا ہے۔ ماحول کی آلودگی ایک بڑا سبب درختوں کی بے دریغ کٹائی ہے تمام جانداروں کی بقا درختوں کی حفاظت اور شجر کاری سے وابستہ ہے بصورت دیگر آکسیجن کی حفاظتی تہہ جو ہمیں سورج کی تابکاری سے محفوظ رکھتی ہے آہستہ آہستہ کمزور پڑتی جارہی ہے۔

"مجھے تو یہ پریشانی مارے ڈال رہی ہے کہ ہم کسی ایٹمی جنگ سے قبل ہی سورج سے نکلنے والی تابکاری کا لقمہ اجل بن جائیں گے۔"(10)

خالق کائنات نے ہر جاندار کو زمین پر زندگی مہیا کرنے کے ساتھ ساتھ سورج کی تابکاری شعاعوں کے مضر اثرات سے بچنے کے لیے قدرتی طور پر زمین کے گرد اوزون کی تہہ لپیٹ رکھی ہے لیکن گذشتہ چند سالوں سے ایٹمی تجربات، کارخانوں سے نکلنے والا دھواں، کیمیائی کھادوں کے استعمال، بڑھتی ہوئی آبادی اور ماحولیاتی آلودگی نے اوزون کی تہہ کو بے حد کمزور کر دیا ہے جس کی وجہ سے زمین پر بسنے والے جانداروں کی زندگیاں غیر محفوظ ہو رہی ہیں اور وہ براہ راست تابکاری شعاعوں کا شکار ہو رہے ہیں ان تمام نقصانات کے باوجود دور حاضر میں کیمیائی اجزاء کا استعمال اب ہماری زندگی کے ہر شعبے میں ایک اہم ضرورت بن کر رہ گیا ہے۔ مصنفہ نے اس المناک صورتحال کا اظہار کچھ یوں کیا ہے:

"ہماری مجبوری یہ ہے کہ آج کے ترقی یافتہ ماحول میں ہم ہر قدم پر اس کے محتاج ہیں بغیر فیکٹریوں کے ہماری ضروریات کیسے پوری ہو سکتی ہیں۔ مصنوعی کھاد اور کیڑے مار دواؤں کے بغیر زراعت کے کام کیسے چل سکتے ہیں؟ ایٹمی تجرباتی دھماکوں کے بغیر دنیا کی جنگوں کی تیاریاں کیسے مکمل ہو سکتی ہیں ــــــــــــ مگر ان سب کا نتیجہ یہ ہو رہا ہے کہ انسان کے تحفظ کے لیے زمین کے گرد لپٹی ہوئی آکسیجن گیس کی تہہ کمزور پڑتی جا رہی ہے اور ہم براہ راست تابکاری کی لپیٹ میں آ رہے ہیں۔ پیچیدہ جلدی امراض اور کینسر کی وباء عام ہوتی جا رہی ہے۔ موسم بھی بے قابو ہو چلے ہیں۔ موسموں کی بے اعتدالیوں کے جو اثرات انسانی ذہن اور صحت پر پڑ سکتے ہیں انہیں عام آدمی قابل اعتنا نہیں سمجھتا مگر وہ اہل نظر کے لیے اظہر من الشمس ہیں۔"(11)

حجاب نے "پاگل خانہ" میں انفرادی تصورات کو ہی نہیں پیش کیا بلکہ ان تلخ حقیقتوں کو بھی واضح کیا ہے جن سے آج پوری دنیا نبرد آزما ہو رہی ہے۔ ناول میں ہمارے معاشرے میں یکے بعد دیگرے ہونے والے حالات و واقعات کے ہمارے ماحول پر ہونے والے اثرات اور پھر اس ماحول کے پروردہ انسانوں کے حالات کو بہت باریک بینی سے بیان کیا گیا ہے۔ علاوہ ازیں دیگر ممالک میں جو خانہ جنگی کی کیفیات اس وقت پائی جا رہی ہیں ان کا احوال بھی رقم طراز ہیں:

"گلیوں اور بازاروں میں پڑے ہوئے بے دست و پا اور گری ہوئی عمارتوں کے ملبے تلے دبے ہوئے ہزاروں نیم مردہ انسانوں کی دردناک چیخوں سے سارا شہر گونج رہا تھا۔ مدد ــــــــــ مدد ــــــــــ ہم مر رہے ہیں ــــــــــ مدد ــــــــــ جلد آؤ! جلد آؤ ــــــــــ مدد! مدد، مدد مانگنے والوں کی ان ہولناک چیخوں میں دوستوں اور عزیزوں کی جانی پہچانی مانوس آوازیں بھی سنائی دے جاتی تھیں مگر اس دن ہر آدمی اپنی جگہ مجبور تھا ــــــــــ تابکاری کے بھوت نے اس خطہ ارض پر مکمل طور پر اپنا قبضہ کر رکھا تھا ہر طرف موت اور اذیت کا بازار گرم تھا۔"(12)

بلاشبہ سائنس کے بنی نوع انسان پر بے شمار احسانات ہیں۔ زراعت، طب، علم جراحی، جدید ٹیکنالوجی، مصنوعی سیارے اور زود اثر دوائیں، غرض زندگی کے ہر شعبے میں سائنس ہی کی بدولت ترقی ہوئی ہے۔ مصنفہ ان سب کی افادیت کی قائل ہیں لیکن ساتھ ہی ساتھ نالاں بھی دکھائی دیتی ہیں کہ اپنی ہر نئی دریافت پر انسان کو یہ مغالطہ ہوا کہ انسانی زندگی کو مکمل تحفظ حاصل ہو گیا ہے۔

حجاب لکھتی ہیں:

"انسان اس علم و عمل کا خالق ہے اور سائنس اس کی مخلوق، خالق کا کام حکمرانی ہے اور مخلوق کا فرض تعمیل حکم۔ لیکن سائنس پر اندھا دھند اعتماد کی وجہ سے عہد کہن کے وحشی اقوام کی طرح ـــــــــانسان نے بھی سائنس کے آگے سر جھکا دیا اور اسے اپنا خدا مان لیا۔ اور خود اس کی مخلوق بن گیا۔ پھر رفتہ رفتہ جب انسان کا ایمان اپنی اس تخلیق شدہ مخلوق سائنس پر مستحکم ہو گیا تو بے اختیاری میں اس نے سائنس کے تخریبی پہلوؤں کے ذریعے ملکوں اور قوموں کو تباہ کرنا شروع کر دیا۔"(13)

ناول کے مرکزی کرداروں میں روحی، شوشوئی اور ڈاکٹر گار شامل ہیں۔ روحی ایک ادیبہ ہے، شوشوئی فلسفے کا طالب علم ہے جبکہ ڈاکٹر گار طب کے شعبہ سے وابستہ ہے۔ تینوں مرکزی کردار دنیا میں امن کے متلاشی ہیں اور یہی قدر ان میں مشترک ہے۔ ناول کا انتساب ان لوگوں کے نام ہے جو عالمی امن کے خواہاں ہیں اور سائنس کو بنی نوع انسان کے مفاد کے لیے استعمال کرنے کے خواہشمند ہیں۔ الہامی کتب میں سے بھی ناول میں حوالے دیے گئے ہیں۔

ناول کے نام کی مناسبت سے مصنفہ نے ساری دنیا کو "پاگل خانہ" قرار دیا ہے جس میں تین مرکزی کردار اپنے شہر کو غیر محفوظ پا کر کسی خطہ امن کی تلاش میں چل پڑتے ہیں لیکن تمام تر سائنسی آسائشوں کے باوجود جہاں جاتے ہیں ایٹمی دھماکے اور زہریلے کیمیاوی بخارات سے ہی سابقہ پڑتا ہے۔ ہر جگہ عالمگیر بدامنی ہے۔ یہ ناول آج کی مہذب اور ترقی یافتہ دنیا پر ایک طنز ہے۔ روحی نے اپنے جذبات کا اظہار اپنی موزوں کی ہوئی نظم میں کچھ اس طرح کیا ہے:

"اے تلاش امن کی راہی ـــــــ! کدھر جا رہی ہو ـــــــ؟

تلاش امن میں؟

جہاں کھڑی ہے وہیں کھڑی رہ

سامنے زہریلی بھاپوں کے جھکڑ چل رہے ہیں اور پیچھے کیمیائی طوفانوں کے ریلے

دائیں طرف مسموم سمندر کی ظالم موجیں ہیں جو تجھے غرق کر دیں گی

بائیں طرف کیمیاوی آگ کے شعلے زبان نکالے تیری طرف بڑھ رہے ہیں

جو تجھے بھسم کر دیں گے

جہاں کھڑی ہے قدم جمائے کھڑی رہ

شاید بعد میں تجھے کھڑا رہنے کی بھی مہلت نہ ملے

ایسا نہ ہو تلاش امن نقصِ امن پیدا کر دے

اور

شیرازہ ہستی بکھر جائے اور دنیا کے گوشے گوشے میں اوراق منتشر ہو جائیں گے

چاند پھٹ جائے تارے جھڑ جائیں

اور پھر ـــــــــــ کون جانتا ہے کس اتفاق سے زمانے کی ہوا ان اوراق کو اکٹھا کر دے یا انہیں

نیست و نابود ہی کر دے۔"(14)

یہ ناول ایک نسوانی روح کی کہانی ہے جو امن کی خواہاں ہے لیکن امن کہیں بھی نہیں۔ پوری دنیا ایک کرب کے عالم میں ہے اور انسان ہلاکت کی دہلیز پر کھڑا ہے امن کے سفر میں کئی مقامات پر ایسے واقعات بھی رونما ہوئے ہیں جو خوف کو بیدار کرتے ہیں۔

"ہماری کشتی لہروں پر ڈگمگاتی چلی جا رہی تھی، کوئی ملاح نہ تھا نہ کوئی منزل تھی۔ اس آفت زدہ مقام سے ہر آدمی جدھر سینگ سمائے ادھر بھاگا جا رہا تھا۔ کوئی کسی کا پرسان حال نہ تھا نفسا نفسی کا عالم اور میدان حشر کا سماں تھا۔ زہریلی قاتل بھاپیں منہ کھولے تعاقب میں چلی آ رہی تھیں۔ دھویں کی شکل گوبھی کے پھول جیسی تھی اور وہ فضا میں پھیلتا ہی جا رہا تھا اس سے محفوظ رہنے کے لیے ہر شخص بھاگا جا رہا تھا۔"(15)

سائنسی تخریب کاری کے حوالے سے یہ ایک انتہائی ناول ہے۔ تلاش امن کے سفر کے آغاز میں ہی ہوائی جہاز کو رہزن اپنے مذموم مقاصد کو پورا کرنے کے لیے اغوا کر لیتے ہیں۔ جہاز کی اندرونی صورت حال کا اندازہ "پاگل خانہ" کے اقتباس سے بخوبی لگایا جا سکتا ہے۔

"اچانک جہاز ہچکولے کھانے لگا۔ اس وقت میں جہاز کی دریچی کے شیشے سے باہر جھانک رہی تھی، آہ ـــــــــــ جونہی میں نے گردن پھیر کر اندر نظر ڈالی تو دیکھا ـــــــــــ کہ جہاز میں ایک کہرام مچا ہوا ہے۔ مسافروں کی دوہائیاں، کارکنوں کا شور و غوغا، لوگوں کی چیخ و پکار ـــــــــــ

مسافر اس آفت ناگہانی سے شدید گھبرائے ہوئے تھے۔ ان کے ہونٹوں سے سانپ کی پھونکاروں
جیسی خوف ناک آوازیں نکل رہی تھیں۔"(16)

ناول میں مصنفہ نے سارے عالم کی بدعنوانیوں اور ماحولیاتی مسائل پر روشنی ڈالی ہے۔ اپنے موضوع کی وسعت اور اہمیت کے اعتبار سے ایک بہترین ناول ہے۔ اس میں یہ واضح کرنے کی بھی کوشش کی گئی ہے کہ دنیا میں جتنی بھی نئی سے نئی ایجادات ہو رہی ہیں وہ انسانی فلاح و بہبود کی بجائے انسانوں کی ہلاکتوں کا سبب بن رہی ہیں اور ان کی وجہ سے ساری دنیا میں امن ناپید اور دہشت گردی، ظلم و بربریت عام ہوتی چلی جارہی ہے۔ جدید سائنسی ترقی نے ماحول کو آلودہ کر دیا ہے۔ یوں یہ ناول اپنے موضوع کے حوالے سے آج کی مہذب اور ترقی یافتہ دنیا پر ایک گہرا طنز ہے۔ جبکہ حجاب ناول میں عالمی امن و آتشی کے لیے افراط و تفریط اور تخریب کاری کے خاتمے کی کوشش کرتی دکھائی دیتی ہیں۔

حوالہ جات:

1۔اورنگ زیب،ڈاکٹر،"اردوادب:ماحولیاتی تناظر"،(لاہور:سنگ میل پبلی کیشنز،2022ء)،ص17

2۔حجاب امتیاز علی،"پاگل خانہ"،(لاہور: آئینہ ادب، طبع اول1980ء)،ص155

3۔حجاب امتیاز علی،"پاگل خانہ"،(لاہور:ادارہ تاج وحجاب،بار اول1980ء)،ص175

4۔محمد نعیم رسول،"اردوشاعری کاماحولیاتی مطالعہ"،(سرگودھا:عقیدت پبلی کیشنز،2023ء)،ص21

5۔حجاب امتیاز علی،"پاگل خانہ"،ادارہ تاج وحجاب،ص175

6۔ایضاً،ص165

7۔مجیب احمد خاں،"حیات اور ادبی کارنامے"،(نئی دہلی: تخلیق کار پبلیشر،1996ء)،ص127

8۔حجاب امتیاز علی،"پاگل خانہ"،(لاہور:سنگ میل پبلی کیشنز،2005ء)،ص9

9۔حجاب امتیاز علی،"پاگل خانہ"، آئینہ ادب،ص155

10۔ممتاز احمد خان،ڈاکٹر،"اردوناول کے بدلتے تناظر"،(لاہور:اردواکیڈمی پاکستان،2007ء)،ص137

11۔حجاب امتیاز علی،"پاگل خانہ"،ادارہ تاج وحجاب،ص69

12۔حجاب امتیاز علی،"پاگل خانہ"،سنگ میل پبلی کیشنز،ص275

13۔حجاب امتیاز علی،"پاگل خانہ"، آئینہ ادب،ص174

14۔ایضاً،ص26

15۔ایضاً،286

16۔ایضاً،ص23